غیر مسلموں کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کا حسن سلوک

غزوات کے خصوصی حوالے سے

مؤلف: ڈاکٹر نجم السحر[۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن اخلاق کا پیکر ہیں۔ ان کے اعلیٰ اخلاق کی مثال رہتی دنیا تک کوئی بھی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی ایسے عظیم اخلاق کا مظاہرہ کیا کہ چندہی سالوں میں آپ سارے عرب میں مقبول ہو گئے۔ کفار مکہ کی اذیتیں ہوں یا طائف والوں کی بد تمیزیاں، یہود و نصاریٰ کی دل آزاریاں ہوں یا رشتہ داروں کی سختیاں، آپ نے ہمیشہ بد سلوکی کا جواب حسن اخلاق سے دیا۔ اور یقیناً یہ ایسی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ نے لوگوں کے دلوں پر راج کیا اور بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے اخلاق کے سامنے گھٹنے ٹیکے بنا نہ رہ سکا۔

اس وقت جب جنگوں میں ظلم و بربریت کو مقدم رکھا جاتا تھا ایسے میں نبی کریمؐ نے دنیا کو جنگی اخلاقیات کا درس دیا اور کچھ اس طرح اپنے صحابہ کو اخلاقیات کا سبق پڑھایا کہ دشمن بھی حیران رہ گیا۔ آپ جنگ کو قتل و غارتگری کے دائرے سے نکال کر ایک اعلیٰ اخلاقی نصب العین تک لے آئے۔ آپ سے قبل عرب میں جنگ کسی اچھے مقصد سے نہیں لڑی جاتی تھی لیکن پیغمبر اسلامؐ نے لوگوں کو جنگ کرنے کے لئے ایک نیا نصب العین دیا اور جنگ کی اجازت صرف اور صرف اللہ کے لئے اس کے دین کے لئے اور فتنے کو ختم کرنے کے لئے دی۔

رسول خداؐ نے جنگ کے لئے شریفانہ اصول و ضوابط قائم کئے اور اپنے فوجیوں اور سپہ سالاروں پر ان کی پابندی لازم کی۔ جنگ کے بارے میں جو بھی احکامات آپ نے نافذ کئے وہ انسانی تاریخ میں بے نظیر ہیں:

۱۔ اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیک اسٹڈیز ڈپارٹمنٹ، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی

غیر مقاتلین کے ساتھ اخلاقیات:

عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور اپاہج کے بارے میں نبی کریمؐ نے تاکید کی ہے کہ:

لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امراۃ۔ ترجمہ: کسی بوڑھے، کسی بچے اور کسی عورت کو قتل نہ کرو۔[1]

ایک اور جگہ آپ نے فرمایا:

لا تقتلوا اصحاب الصوامع۔ ترجمہ: خانقاہ نشین راہبوں کو قتل نہ کرو یا عبادت گاہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو نہ مارو۔[2]

ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے کسی جنگ میں ایک عورت کی لاش دیکھی تو فرمایا "یہ تو نہیں لڑ رہی تھی"۔[3]
اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو لوگ غیر مقاتل ہوں ان کو قتل نہ کیا جائے۔

مقاتلین کے ساتھ اخلاقیات:

نبی اکرمؐ نے جنگ کرنے والوں کو مختلف مواقع پر مختلف اخلاقی اصول کی تعلیم دی کہ دشمن کے ساتھ مقابلے میں جائیں تو چند باتوں کا خاص خیال رکھیں:

غفلت میں حملہ کرنے سے گریز:

عربوں کے یہاں یہ رواج تھا کہ رات کے آخری حصے میں دشمن پر حملہ کر دیا کرتے تھے۔ نبی کریمؐ نے اس سے احتراز کرنے کی تاکید کی ہے:

کان اذا جاء قوماً لم یغر حتی یصبح۔ ترجمہ: آپ کسی دشمن پر رات کے وقت پہنچتے تو صبح سے پہلے حملہ نہ کرتے۔[4]

۱۔ ابوداؤد، سنن ابو داؤود، کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۲۶۱۴
۲۔ محمد، شوکانی، نیل الاوطار، ص ۲۴۷
۳۔ ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث ۳۰۱۵
۴۔ صحیح بخاری، حدیث ۲۷۸۴

سفیر کو قتل کرنے کی ممانعت:

دشمن کے سفیروں کو قتل کرنے سے خاص طور پر نبی کریمؐ نے ممانعت فرمائی ہے:

مسیلمہ کذاب کی طرف سے دو آدمی (قاصد) گستاخانہ پیغام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر قاصدوں کو قتل کرنا ممنوع نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔[1]

وعدہ خلافی کی ممانعت:

نبی کریمؐ نے جنگ میں جن باتوں پر سخت تاکید کی ہے ان میں سے ایک عہد کی پاسداری بھی ہے۔ دشمن بھلے ہی بدعہدی کرے لیکن مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر انقطاع عہد کے اطلاع کے ان پر حملہ کریں۔ قرآن میں مختلف مقامات پر عہد کو پورا کرنے کی نصیحت کی گئی ہے:

> واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا ۔ ترجمہ: عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی پابندی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[2]

نبی کریمؐ فوجوں کو بھیجتے وقت جو ہدایات دیتے تھے ان میں سے ایک یہ تھی کہ لاتغدروا یعنی بدعہدی نہ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ:

> "آگاہ رہو کہ عہد توڑنے والے ہر شخص کے لئے ایک علم ہوگا جو اس کی عہد شکنی کی مقدار کے برابر بلند ہوگا۔ اور لوگوں کے حکمراں کی عہد شکنی سے بڑی کوئی عہد شکنی نہیں۔"[3]

ایک موقع پر پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ:

> "جس نے کسی قوم کے ساتھ معاہدہ کیا تو وہ نہ اس معاہدے کی گرہ کھولے نہ ہی اسے مزید سخت کرے یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو، یا وہ انہیں معاہدہ ختم کرنے کے متعلق باقاعدہ طور پر آگاہ کر دے۔"[4]

۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد
۲۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۴
۳۔ مسلم، نیشاپوری، صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب التحریم الغدر
۴۔ محمد، ترمذی، سنن ترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی الغدر

اس بات کا مشاہدہ صلح حدیبیہ میں بھی ہوتا ہے کہ صلح نامہ لکھنے کے بعد ایک مسلم نوجوان ابو جندل جس کا باپ صلح نامے کی شرائط نبی کریمؐ سے طے کر رہا تھا، بیڑیوں میں بھاگتے ہوئے آیا اور کہا ”مسلمانوں مجھے بچاؤ“۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اب معاہدہ ہو چکا ہے۔ اب ہم تمہاری مدد نہیں کر سکتے۔ تم واپس جاؤ۔ اللہ تمہارے لئے کوئی راستہ نکالے گا۔ اس کی حالت دیکھ کر تمام مسلمان رو پڑے لیکن رسول اللہؐ نے جب فرما دیا کہ عہد کی خلاف ورزی ہم نہیں کر سکتے تو اس کو بچانے کے لئے ایک ہاتھ بھی آگے نہ بڑھا اور کفار اس کو زبردستی گھسیٹ کر لے گئے۔ یہ وفائے عہد کی بہت اعلیٰ مثال ہے۔

اعلان جنگ کا حکم:

اسلام میں چپکے سے پیٹھ پیچھے حملہ کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ جب کسی قوم سے جنگ کرنا ناگزیر ہو تو پہلے اعلان کیا جائے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں فرمایا گیا ہے:

> وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ۔ ترجمہ: اگر تمہیں کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا خطرہ ہو تو اس کا عہد اعلانیہ اس کے منہ پر مار دو۔[1]

اس آیت سے یہی مفہوم نکلتا ہے کہ دشمن کو اعلانیہ جنگ کی بات بتا دینے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا چاہیے البتہ اگر دشمن نے ہی کوئی کاروائی چپکے سے شروع کر دی ہو تو جواباً اس کے خلاف علی الاعلان کوئی قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔

آگ میں جلانے کی ممانعت:

آپ نے دشمن قوم کے کسی بھی فرد کو آگ میں جلا کر مارنے کی صاف ممانعت فرمائی:

> لا ینبغی ان یعذب فی النار الا رب النار۔ ترجمہ: آگ کے رب کے سوا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کو آگ میں جلائے۔[2]

۱۔ سورہ انفال، آیت ۵۸
۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث ۳۰۱۶

زخمی کے ساتھ حسن سلوک:

آپ نے یہ تاکید کی ہے کہ زخمی پر حملہ نہ کیا جائے:

لا تجھزن علی جریح۔ کسی زخمی پر حملہ نہ کرو۔[۱]

باندھ کر قتل کرنے کی ممانعت:

نبی کریمؐ نے باندھ کر قتل کرنے یا قید کی حالت میں قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوایوب سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"جس خدا کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی مرغ کو بھی باندھ کر ذبح نہ کروں گا۔"[۲]

شور کرنے کی ممانعت:

عربوں کی جنگ میں بہت زیادہ ہنگامہ اور شور ہوا کرتا تھا لیکن اسلام کی آمد کے بعد نبی کریمؐ نے اس سے منع فرمایا۔ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ:

کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و کنا اذا اشرفنا علی واد ھللنا و کبرنا، ارتفعت اصواتنا، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :اربعوا علیٰ انفسکم،انکم لا تدعون اصم و لا غائباً ،انہ معکم انہ سمیع قریب۔

ترجمہ: ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے، جب کسی وادی پر پہنچتے تو زور و شور سے تکبیر اور تہلیل کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا: اے لوگوں وقار کے ساتھ چلو، تم جس کو پکار رہے ہو وہ نہ بہرہ ہے اور نہ غائب۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہے، سب کچھ سنتا ہے اور بہت قریب ہے۔[۳]

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد

۲۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب قتل الاسیر بالنبل، حدیث ۲۶۸۷

۳۔ صحیح بخاری، حدیث ۲۸۳۰

مفتوحہ ملک میں اخلاقیات کا مظاہرہ:

جب کوئی ملک فتح ہو جائے تو وہاں پر عام تباہی مچانے سے منع کیا گیا ہے۔ بستیوں کو ویران کرنے کی ممانعت ہے اور سوائے ان لوگوں کے جو تم سے لڑ رہے ہیں، کسی کے مال پر ہاتھ ڈالنے کی بھی ممانعت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ:

> "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ جائز نہیں کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر گھس جاو یا ان کی عورتوں کو مارو پیٹو، یا ان کے پھل کھاو جب کہ وہ تمہیں وہ دے چکے ہیں جو ان پر واجب تھا"۔[۱]

مفتوحہ ملک میں کسی بھی طرح کی بربادی کی اجازت سے روکا گیا ہے خاص طور پر فصلوں کو برباد نہ کرنے کی تاکید قرآن میں کی گئی ہے:

> واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد۔ ترجمہ: جب وہ حاکم بنتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے اور فصلوں اور نسلوں کو برباد کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔[۲]

مفتوحہ علاقے میں چیزوں کو بلا اجازت نہ لینے کی تاکید:

اس بات کی نصیحت نبی کریمؐ نے بہت ہی صاف الفاظ میں فرمادی ہے کہ مفتوحہ علاقے میں بنا اجازت عام لوگوں کے سامان کو استعمال نہ کیا جائے، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس کو خرید کر لینا چاہیے یا مالکوں کی اجازت لے کر اس کو استعمال کرنا چاہیے۔[۳]

دشمن کی لاش کی بے حرمتی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں زندہ لوگوں کا احترام کرنا سکھایا ہے وہیں دشمن کی لاشوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے:

۱۔ ابو سنن ابی داوٗد، کتاب الخراج والامارۃ والفی، باب فی تعشیر اہل الذمہ

۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۰۵

۳۔ سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد، حدیث ۲۶۲۹

نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المثلہ۔ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی لاشوں کو مثلہ (یعنی ان کو کاٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔[1]

یہ حکم پیغمبر اسلامؐ نے جنگ احد کے موقع پر دیا تھا جب کئی مسلمان شہید کر دیے گئے اور دشمنوں نے ان کے ناک کان کاٹ کر ہار بنا کر گلے میں پہن لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ نکالا گیا اور اسے چبانے کی کوشش کی گئی۔ اس وقت مسلمانوں کے غصے کی انتہا نہ رہی مگر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم غنیم کے مقتولوں کے ساتھ یہ سلوک نہ کرنا۔ دشمن کی لاشوں کے بارے میں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس کو انہی کے حوالے کر دیا جائے۔

جنگ احزاب میں دشمن کا ایک مشہور شہ سوار مر کر خندق میں گر گیا۔ کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دس ہزار دینار پیش کئے کہ اس کی لاش ہمیں دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں مردے بیچنے والا نہیں ہوں۔ تم لے جاؤ اپنی لاش۔

قیدی کے ساتھ اخلاقیات:

دنیا میں جتنی قومیں گزری ہیں انہوں نے جنگی قیدیوں کے ساتھ ہمیشہ وحشیانہ اور بہیمانہ سلوک روا رکھا ہے۔ گوانتاموبے کی جیل اس بات کی شاہد ہے۔ آپ کے زمانے کے جنگی قیدیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات صاف عیاں ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ کس حسن سلوک کا معاملہ کیا گیا۔ آپ نے قیدی کے ساتھ بھی اچھے اخلاق سے پیش آنے کی نصیحت کی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ:

لا یقتلن اسیر۔ ترجمہ: کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔[2]

فتح مکہ کے موقع پر بڑی ہی آسانی سے آپ نے اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا جب کہ آپ اتنی قوت رکھتے تھے کہ ان کو گرفتار کر کے کڑی سے کڑی سزا دیتے لیکن آپ نے عام معافی کا اعلان کر کے سب کو حیران کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے بہت سے لوگوں نے آپ کے اس طرز عمل کو دیکھ کر اسلام قبول کر

۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، حدیث ۲۶۱۳
۲۔ علی بن عمر، دار قطنی، سنن دار قطنی

لیا۔آپ نے مختلف جنگوں میں قید ہوئے لوگوں کے ساتھ بھی اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیااور ان کو رہا کرنے میں نرمی کا ثبوت دیا جیسا کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے کچھ کو جرمانہ لے کر اور بقیہ کو صرف اس بات پر رہا کر دیا گیا کہ وہ کچھ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ان قیدیوں کو مہمان کی طرح رکھا گیا اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ بہت ہی محبت کا معاملہ کیااور ان کی خوب خاطر مدارات کی۔

جنگ حنین میں چھ ہزار کے قریب لوگوں کو قیدی بنایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نئے مسلمان ہونے والوں کو اس بات کے لئے قائل کیا کہ وہ اپنے اپنے حصے کے قیدیوں کو آزاد کر دیں اور نہ صرف یہ کہ آزاد کریں بلکہ ان کو مال غنیمت کا مال بھی واپس کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔جنگ خیبر میں بھی آپ نے یہودیوں کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی صفیہ سے نکاح کر کے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ خیبر کے قیدیوں کو آزاد کر دیں۔اس کے علاوہ بھی کئی بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جنگی قیدیوں کو اپنے پاس سے فدیہ دے کر رہا کیا۔

تحقیق کے مطابق عہد نبوی کے تمام غزوات میں قیدیوں کی مجموعی تعداد ۶۵۶۴اور مقتولین کی تعداد ۷۵۹ تھی اور ۲۵۹ مسلمان شہید ہوئے۔ ان قیدیوں میں سے ۶۳۴۸قیدیوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غزوہ حنین کے بعد بغیر کسی شرط کے رہا کر دیا، صرف ایک شخص قصاص کے طور پر قتل ہوا، پھر ۲۱۵ قیدیوں میں سے ۷۰ کو بدر میں فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمدلی سے غالب گمان یہی ہے کہ بقیہ قیدیوں کو بھی رہا کر دیا گیا ہوگا۔[1]

غیر اسلامی جنگوں کا جائزہ:

اسلامی جنگوں کے مقابلے میں اگر دوسرے نام نہاد مہذب بننے والوں کی جنگوں کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر قتل وخونریزی کی گئی اور انسانیت کو شرمسار کیا گیا۔

۳۰ سالہ جنگ (۱۶۱۸۔۱۶۴۸ء) میں جرمنی ،فرانس،آسٹریا اور سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی مارے گئے۔۱۸۵۷ کی جنگ آزادی ہند میں انگریزوں نے ۲۷ہزار مسلمانوں کو پھانسی دی اور اس کے علاوہ سات دن تک برابر قتل عام ہوتا رہا جس کا کوئی حساب نہیں۔امریکی

۱۔ قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین (ج دوم)، ص ۲۶۴

خانہ جنگی ۱۸۶۱۔۱۸۶۵ء میں ۸ لاکھ افراد مارے گئے اور ۴۷ کروڑ پاونڈ خرچ ہوئے۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴۔۱۹۱۸ء) میں مجموعی طور پر ۷۵ لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ایک کھرب ۸۶ ارب ڈالر کے وسائل حیات نذر آتش کئے گئے۔ ۱۹۱۸ء میں سوویت یونین نے قزاقستان پر قبضہ کیا تو وہاں کی تمام مساجد اور دینی مدارس منہدم کر دئے گئے اور دس لاکھ قزاق مسلمان شہید ہوئے۔ دوسری عالمی جنگ (۱۹۳۹۔۱۹۴۵) میں مجموعی طور پر ساڑھے چار کروڑ انسان ہلاک ہوئے۔ جرمنی میں بے شمار انسان گیس چیمبر میں ہلاک کئے گئے۔[۱]

غیر مسلم اسکالرس کا اقرار:

جان بیکٹ گلب نے یہودیوں کے ساتھ کئے گئے معاملے پر یوں روشنی ڈالی ہے:

> "شام، مصر اور فلسطین کی بہ سرعت فتوحات کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ وہ مفتوح اقوام کے جبری اسلام لانے پر محیط نہیں جیسا کہ قبل ازیں ہم دیکھ چکے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہودیوں یا عیسائیوں کے جبری قبول اسلام کی حمایت نہیں کی تھی۔ یہود مدینہ کو اس لئے قتل یا جلاوطن کیا گیا تھا کہ وہ بطور فتنہ پرور قوم کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کی مخالفت پر کمر بستہ تھے۔ بہ الفاظ دیگر ان کی مخالفت سیاسی تھی نہ کہ مذہبی"۔[۲]

یہ تمام قوانین اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ چاہے جنگ ہو یا امن ایک مسلمان کے لئے اخلاق کا پہلو کہیں بھی دھندلا نہیں پڑنا چاہیے۔ اسلام نے دنیا کو دکھا دیا کہ دشمن بھی بحیثیت انسان قابل احترام ہے۔ اسلام دین امن و سلامتی ہے۔ اس کا پہلا مقصد انسانیت کی بقاء اور دنیا میں امن کا قیام ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو جنگ اور بربادی سے نفرت، دشمنوں سے نیک سلوک، تقویٰ و پرہیز گاری، انسانی جان کی قدر، اس کی حفاظت اور حق کی دعوت دیتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُنْتُم خَيرَ اُمَّةٍ اُخرِ جَتْ لِلنَّاسِ۔ ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔[۳]

ایک بہترین امت بننے کے لئے تلوار کی نہیں اخلاق کی ضرورت ہے۔ اسی طریقے سے دنیا میں اسلام کا بول بالا کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ رحمۃ للعالمین کے میدان جنگ، خاور رشید بٹ، ص ۳۲۔۳۳

۲۔ Life and Times of Mohammad by John Beggot p ۳۵۸

۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰

منابع و مآخذ

- رحمۃ للعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری (ج دوم)، مرکز الحرمین الاسلیمی
- رحمۃ للعالمین کے میدان جنگ، خاور رشید بٹ، ادارہ حقوق الناس ویلفیئر فاونڈیشن، لاہور ٢٠١٣ء
- ابوداؤد، سنن ابو داؤد، مکتبہ العصریہ، صیدا، بیروت، ٢٠١٠ء
- ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری (مترجم)، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، دہلی، ٢٠٠٤ء
- محمد، شوکانی، نیل الاوطار، دار ابن جوزی، ١٤٢٧ق
- مسلم، نیشاپوری، صحیح مسلم، دار الطباعۃ العامرہ، ١٣٢٩ق
- محمد بن عیسی، ترمذی، سنن ترمذی، المطبعہ المصریہ، ١٩٣١ء
- علی بن عمر، دار قطنی، سنن دار قطنی، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، لبنان، ٢٠٠٤ء